معراج کی رات

عام روایت کے مطابق آج کی رات معراج کی رات ہے۔ یہ معراج کا واقعہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے سب سے زیادہ مشہور واقعات میں سے ہے۔ لیکن یہ جس قدر مشہور ہے اسی قدر افسانوں کی تہیں اس پر چڑھ گئی ہیں۔ عام لوگ عجوبہ پسند ہوتے ہیں۔ انکی عجائب پسندی کے جذبہ کو بس اپنی تسکین کا سامان چاہیے۔ اس لئے معراج کی اصل روح اور اس کی غرض اور اس کے فائدوں اور نتیجوں کو تو انہوں نے نظرانداز کر دیا اور ساری گفتگو اس پر ہونے لگی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جسم کے ساتھ آسمان پر گئے تھے یا صرف روح گئی تھی؟ براق کیا تھا؟ اور فرشتے کس شکل کے تھے؟ حالانکہ دراصل یہ واقعہ تاریخ انسانی کے ان بڑے واقعات میں سے ہے جنہوں نے زمانہ کی رفتار کو بدلا اور تاریخ پر اپنا مستقل اثر چھوڑا ہے۔ اور اس کی حقیقی اہمیت کیفیت معراج میں نہیں بلکہ مقصد اور نتیجہ معراج میں ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ یہ کرۂ زمین جس پر ہم آپ رہتے ہیں خدا کی عظیم الشان سلطنت کا ایک چھوٹا سا صوبہ ہے۔ اس صوبہ میں خدا کی طرف سے جو پیغمبر بھیجے گئے ہیں ان کی حیثیت کچھ اس طرح کی سمجھ لیجئے جیسے دنیا کی حکومتیں اپنے ماتحت ملکوں میں گورنر یا وائسرائے بھیجا کرتی ہیں۔ ایک لحاظ سے دونوں میں بڑا بھاری فرق ہے۔ دنیوی حکومتوں کے گورنر اور وائسرائے محض انتظام ملکی کے لیئے مقرر کئے جاتے ہیں۔ اور سلطان کائنات کے گورنر اور وائسرائے اس لیے مقرر ہوتے ہیں کہ انسان کو صحیح تہذیب، پاکیزہ اخلاق، اور سچے علم و عمل کے وہ اصول بتائیں جو روشنی کے مینار کی طرح انسانی زندگی کی شاہراہ پر کھڑے ہوئے صدیوں تک سیدھا راستہ دکھاتے رہیں۔ مگر اس فرق کے باوجود دونوں میں ایک طرح کی مشابہت بھی ہے۔ دنیا کی حکومتیں گورنری جیسے ذمہ داری کے منصب انہی لوگوں کو دیتی ہیں

جو ان کے سب سے زیادہ قابلِ اعتماد آدمی ہوتے ہیں، اور جب وہ انہیں اس عہدے پر مقرر کر دیتی ہیں تو پھر انہیں یہ دیکھنے اور سمجھنے کا پورا موقع دیتی ہیں کہ حکومت کا اندرونی نظام کس طرح کس پالیسی پر چل رہا ہے اور ان کے سامنے اپنے وہ راز بے نقاب کر دیتی ہیں جو عام رعایا پر ظاہر نہیں کئے جاتے۔ ایسا ہی حال خدا کی سلطنت کا بھی ہے۔ وہاں بھی پیغمبری جیسے ذمہ داری کے منصب پر وہی لوگ مقرر ہوئے ہیں جو سب سے زیادہ قابلِ اعتماد تھے، اور جب انہیں اس منصب پر مقرر کر دیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے خود ان کو اپنی سلطنت کے اندرونی نظام کا مشاہدہ کرایا اور ان پر کائنات کے وہ اسرار ظاہر کیے جو عام انسانوں پر ظاہر نہیں کیے جاتے۔

مثال کے طور پر حضرت ابراہیم کو آسمان اور زمین کے ملکوت یعنی اندرونی انتظام کا مشاہدہ کرایا گیا[۱] اور یہ بھی آنکھوں سے دکھا دیا گیا کہ خدا کس طرح مُردوں کو زندہ کرتا ہے[۲]۔ حضرت موسیٰ کو طور پر جلوۂ ربانی دکھایا گیا اور ایک خاص بندے کے ساتھ کچھ مدت تک پھرایا گیا تاکہ اللہ کی مشیت کے تحت دنیا کا انتظام جس طرح ہوتا ہے اس کو دیکھیں اور سمجھیں[۳]۔ ایسے ہی کچھ تجربات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی تھے۔ کبھی آپ خدا کے مقرب فرشتے کو افق پر علانیہ دیکھتے ہیں[۴]۔ کبھی وہ فرشتہ آپ سے قریب ہوتے ہوتے اس قدر قریب آجاتا ہے کہ آپ کے اور اس کے درمیان دو کمانوں کے بقدر بلکہ اس سے بھی کچھ کم فاصلہ رہ جاتا ہے۔ کبھی وہی فرشتہ آپ کو سدرۃ المنتہیٰ یعنی عالمِ مادی کی آخری سرحد پر ملتا ہے اور وہاں آپ خدا کی عظیم الشان نشانیاں دیکھتے ہیں[۵]۔

اسی نوعیت کے تجربات میں سے ایک وہ چیز ہے جس کو معراج کہتے ہیں۔ معراج صرف سیر اور مشاہدہ ہی کا نام نہیں ہے بلکہ یہ ایسے موقع پر ہوتی ہے جبکہ پیغمبر کو کسی کارِ خاص پر مقرر کرنے کے لیے بلایا جاتا ہے اور اہم ہدایات دی جاتی ہیں۔ وہ حضرت موسیٰ کی معراج ہی تھی جبکہ ان کو وادیٔ مقدس طویٰ میں خطاب

۱؎ وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (انعام-۹)

۲؎ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى (بقرہ-۳۵)

۳؎ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ... الخ (کہف-۵-۱۰)

۴؎ وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ (التکویر)

۵؎ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ... الٰی قولہ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى (النجم-۱)

کو حکم دیا گیا کہ مصر جا کر فرعون کو راہ راست کی دعوت دیں۔ نیز جبکہ انہیں کوہ طور پر بلا کر مشہور احکام عشر دیے گئے۔ اسی طرح وہ حضرت عیسیٰ کی معراج تھی جب انہوں نے ساری رات پہاڑ پر گذاری اور پھر اٹھ کر بارہ رسول مقرر کیے اور وہ وعظ کہا جو پہاڑی کے وعظ کے نام سے مشہور ہے۔ ایسا ہی ایک اہم موقع وہ تھا جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو طلب کیا گیا۔

یہ وہ وقت تھا جب آپ کو اپنے مشن کی تبلیغ کرتے ہوئے تقریباً بارہ سال گذر چکے تھے، حجاز کے اکثر قبائل میں، اور قریب کے ملک حبش میں آپ کی آواز پہنچ چکی تھی، اور آپ کی تحریک ایک مرحلہ سے گذر کر دوسرے مرحلہ میں قدم رکھنے کو تھی۔ دوسرے مرحلہ سے میری مراد یہ ہے کہ اب وقت آ گیا تھا کہ آپؐ مکہ کی ناموافق سرزمین کو چھوڑ کر مدینہ کی طرف منتقل ہو جائیں جہاں آپ کی کامیابی کے لیے زمین تیار تھی۔ اس دوسرے مرحلہ میں آپ کا مشن بہت پھیلنے والا تھا۔ صرف حجاز اور صرف عرب ہی سے نہیں بلکہ گردوپیش کی دوسری قوموں سے بھی سابقہ پیش آنا تھا، اور اسلام کی تحریک ایک اسٹیٹ میں تبدیل ہونے کو تھی۔ اس لیے اس اہم موقع پر ایک نیا پروانۂ تقرر اور نئی ہدایات دینے کے لیے پادشاہ کائنات نے آپ کو اپنے حضور میں طلب فرمایا۔

اسی پیشی و حضوری کا نام معراج ہے۔ عالم بالا کا یہ حیرت انگیز سفر ہجرت سے تقریباً ایک سال پہلے پیش آیا تھا۔ اس سفر کے ضمنی واقعات احادیث میں آئے ہیں مثلاً بیت المقدس پہنچ کر نماز ادا کرنا، آسمان کے مختلف طبقات سے گذرنا، پچھلے زمانہ کے پیغمبروں سے ملنا اور پھر آخری منزل پر پہنچنا، لیکن قرآن ضمنی چیزوں کو چھوڑ کر ہمیشہ اصل مقصد تک اپنے بیان کو محدود رکھتا ہے اس لئے اس نے کیفیت معراج کا کچھ ذکر نہیں کیا بلکہ وہ چیز تفصیل کے ساتھ بیان کی ہے جس کے لیے آنحضرت کو بلایا گیا تھا۔ قرآن کی سترھویں سورت میں آپ کو یہ تفصیل مل سکتی ہے۔ اس کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ میں مکہ کے لوگوں کو آخری نوٹس دیا گیا کہ اگر تمہاری سختیوں کی وجہ سے خدا کا پیغمبر جلاوطنی پر مجبور ہوا تو مکہ میں تم کو چند سال سے زیادہ رہنے کا موقع نہ مل سکے گا[1]۔ اور بنی اسرائیل کو، جن سے عنقریب مدینہ میں پیغمبر سے براہ راست

---

[1] وَإِن كَادُوا لَيَسْتَفِزُّونَكَ مِنَ الْأَرْضِ لِيُخْرِجُوكَ مِنْهَا وَإِذًا لَّا يَلْبَثُونَ خِلَافَكَ إِلَّا قَلِيلًا (بنی اسرائیل-۸۰)

سابقہ پیش آنا تھا خبردار کیا گیا کہ تم اپنی تاریخ میں دو زبردست ٹھوکریں کھا چکے ہو اور دو قیمتی موقعے کھو چکے ہو، اب تم کو تیسرا موقع ملنے والا ہے اور یہ آخری موقع ہے[1]۔

دوسرے حصہ میں وہ بنیادی اصول بتائے گئے جن پر انسانی تمدن و اخلاق کی تعمیر ہونی چاہئے۔ یہ ۱۴ اصول ہیں[2]:

(۱) صرف اللہ کی بندگی کی جائے اور اقتدار اعلیٰ میں اس کے ساتھ کسی کی شرکت نہ تسلیم کی جائے۔

(۲) تمدن میں خاندان کی اہمیت ملحوظ رکھی جائے۔ اولاد والدین کی فرمانبردار و خدمت گذار ہو اور رشتہ دار ایک دوسرے کے ہمدرد و مددگار ہوں۔

(۳) سوسائٹی میں جو لوگ غریب یا معذور ہوں یا جو لوگ اپنے وطن سے باہر مدد کے محتاج ہوں وہ بے وسیلہ نہ چھوڑ دیئے جائیں۔

(۴) دولت کو فضول ضائع نہ کیا جائے۔ جو مالدار اپنے پیسے کو بُرے طریقے سے خرچ کرتے ہیں وہ شیطان کے بھائی ہیں۔

(۵) لوگ اپنے خرچ کو اعتدال پر رکھیں، نہ بخل کر کے دولت کو روکیں اور نہ فضول خرچی کر کے اپنے لیے اور دوسروں کے لیے مشکلات پیدا کریں۔

(۶) رزق کی تقسیم کا قدرتی انتظام جو خدا نے کیا ہے انسان اُس میں اپنے مصنوعی طریقوں سے خلل نہ ڈالے، خدا اپنے انتظام کی مصلحتوں کو زیادہ بہتر جانتا ہے۔

(۷) معاشی مشکلات کے خوف سے لوگ اپنی نسل کی افزائش نہ روکیں۔ جس طرح موجودہ نسلوں کے رزق کا انتظام خدا نے کیا ہے آنے والی نسلوں کے لیے بھی وہی انتظام کرے گا۔

(۸) خواہش نفس کو پورا کرنے کے لیے زنا کا راستہ بُرا راستہ ہے۔ لہٰذا نہ صرف زنا سے پرہیز کیا جائے بلکہ اس کے قریب جانے والے اسباب کا دروازہ بھی بند ہونا چاہئے۔

(۹) انسانی جان کی حرمت خدا نے قائم کی ہے۔ لہٰذا خدا کے مقرر کردہ قانون کے سوا کسی دوسری

---

[1] وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ..... الی قولہ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ (بنی اسرائیل-۱)

[2] سورۂ بنی اسرائیل رکوع ۳-۴)

بنیاد پر آدمی کا خون نہ بہایا جائے۔ نہ کوئی اپنے آپ کو قتل کرے، نہ کسی دوسرے کو قتل کرے۔

(۱۰) یتیموں کے مال کی حفاظت کی جائے، جب تک وہ خود اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے قابل نہ ہوں ان کے حقوق کو ضائع ہونے سے بچایا جائے۔

(۱۱) عہد و پیمان کو پورا کیا جائے، انسان اپنے معاہدات کے لیے خدا کے سامنے جواب دہ ہے۔

(۱۲) تجارتی معاملات میں ناپ تول ٹھیک راستی پر ہونی چاہئے، اوزان اور پیمانے صحیح رکھے جائیں۔

(۱۳) جس چیز کا تمہیں علم نہ ہو اس کی پیروی نہ کرو۔ وہم اور گمان پر نہ چلو۔ کیونکہ آدمی کو اپنی تمام قوتوں کے متعلق خدا کے سامنے جواب دہی کرنی ہے کہ اس نے انہیں کس طرح استعمال کیا۔

(۱۴) نخوت اور تکبر سے پرہیز کرو۔ غرور کی چال سے نہ تم زمین کو پھاڑ سکتے ہو نہ پہاڑوں سے اونچے ہو سکتے ہو۔

یہ ۱۴ اصول جو معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیئے گئے تھے، ان کی حیثیت صرف اخلاقی تعلیمات ہی کی نہ تھی۔ دراصل یہ اسلام کا ملی دستور تھا، اور وہ پروگرام تھا جس پر آپ کو آنے والے زمانہ میں سوسائٹی کی تعمیر کرنی تھی۔ یہ ہدایات اس وقت دی گئی تھیں جب آپ کی تحریک عنقریب تبلیغ کے مرحلہ سے گزر کر حکومت اور سیاسی اقتدار کے مرحلے میں قدم رکھنے والی تھی، لہٰذا اس دور کے شروع ہونے سے پہلے یہ بتا دیا گیا کہ خدا کا پیغمبر کن اصولوں پر تمدن کا نظام قائم کریگا۔ اسی لئے معراج میں یہ ۱۴ نکات مقرر کرنے کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے تمام پیروان اسلام کے لئے پانچ وقت کی نماز فرض[1] کی تاکہ جو لوگ اس پروگرام کو عمل کا جامہ پہنانے کے لئے اٹھیں ان میں اخلاقی انضباط پیدا ہو اور وہ خدا سے غافل نہ ہونے پائیں، ہر روز پانچ مرتبہ ان کے ذہن میں یہ بات تازہ ہوتی رہے کہ وہ خود مختار نہیں ہیں بلکہ ان کا حاکم اعلیٰ خدا ہے جس کو انہیں اپنے کام کا حساب دینا ہے۔

۲۰ / اگست ۱۹۵۱ء

---

[1] اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْهُوْدًا (بنی اسرائیل ۹)